

فدیہ و قضا

من كان منكم مريضاً او على سفر فعدة من ايام اخر
قضا شده نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی اور سجدہ تلاوت کی تکلفی کی صورتیں



اللہ تعالیٰ نے ہزاروں اقسام کی نعمتوں سے اس دنیا کو آراستہ کرنے کے بعد جو انسان کو اس میں بھیجا تو وہ بلا مقصد نہیں ہے بلکہ خود اس کا مقصد بیان کر دیا کہ ماخلفت البن والانس الایعبدون، ہم نے جنوں اور انسانوں کی صرف عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے مدت متعین کر دی جس کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں کہ اس کو کتنی مدت ملی ہے۔ یعنی اس کی کتنی عمر ہے جس میں اسے یہ فرائض سرانجام دینے ہیں اور جب وہ اپنی عمر پوری کر کے اس دار فانی سے چلے گا تو اس سے یقیناً سوال ہوگا کہ ہم نے تمہیں اتنی عمر دی تھی تم نے اس میں کون کون سی عبادت سرانجام دی۔

اس لئے ہر شخص کے ذمہ یہ لازم ہے کہ اس پر جتنی نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ، قربانی، فطرہ، سجدہ تلاوت اور انسانی قرض وغیرہ عبادت فرض میں ان سب کو اپنی زندگی میں پورا کرے تاکہ آخرت کے سوال جواب اور عذاب سے بچ سکے۔

اگر اب تک ان کی ادا کی گئی نہیں کی تو فوراً ان کی ادا کی گئی کی طرف متوجہ ہو اور جو ادا ہو سکتی ہیں ان کو ادا کرے اور اس میں تاخیر کی اللہ سے معافی مانگے اور جو قضا ہو گئی ہیں ان کی بھی قضا کرے اور ان میں تاخیر کرنے کی اللہ سے معافی کا خواستگار ہو۔

عبادات کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ عبادت جن کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں، زندگی میں جب بھی انسان ان کو ادا کرے وہ ادا ہی ہوں گی۔ جیسے زکوٰۃ، سجدہ تلاوت، انسانی قرض اور حج، یہ تو جب بھی ادا کریں گے قضا نہیں بلکہ ادا ہی شمار ہوں گے۔ مثلاً اگر دس سال سے صاحب نصاب ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور ادا نہیں کی تو اگر آج دس سال کی اکٹھی ادا کرتا ہے تو وہ ادا ہی شمار ہوگی، اسی طرح اگر حج فرض ہوئے دس سال ہو چکے ہیں یا پچاس سجدہ تلاوت واجب ہیں یا دس سال سے کسی کی رقم قرض لی ہوئی ہے اب تک نہیں دی اور آج ان کی ادا کی گئی کرتا ہے تو یہ قضا نہیں بلکہ ادا ہی شمار ہوں گی۔

دوسری قسم ان عبادت کی ہے جن کے لئے اللہ نے ایک وقت مقرر کیا ہے اس وقت کے اندر اندر ان کو ادا کرتا ہے اگر وہ وقت گزر جائے گا تو وہ ادا نہیں، قضا شمار ہوگی جیسے نماز، روزے اور قربانی ہے، کہ اگر ان کو اپنے

وقت پر ادا نہ کیا تو انسان کے ذمہ قضا رہیں گی تا وقتیکہ ان کی ادائیگی نہ کر لے، فرض کی قضا فرض اور واجب کی قضا واجب ہوتی ہے، اگر گزشتہ کئی سالوں سے قربانی نہیں کی ہے تو اس سال ایام قربانی میں ان کی قضا ہو سکتی ہے اور اگر ایام قربانی میں بھی نہ کی تو دوسرے وقت میں ایک متوسط بکری فی حصہ سے اس کی ادائیگی ہو سکتی ہے اگر خود صدقہ کر دیں یا کسی سے کرا دیں۔

پھر ان عبادات کی دو قسمیں ہیں، عبادات بدنہ اور یہ وہ ہیں جن کی ادا یا قضاء انسان کو خود کرنی پڑتی ہے جب تک اس کا جسم موجود ہے کوئی دوسرا اس کی ادا یا قضاء نہیں کر سکتا، جیسے نماز، روزہ، اور سجدہ تکلیف۔ دوسرے کے ادا کرنے سے ادا ہی نہ ہوں گے نہ زندگی میں اور نہ بعد میں۔ اگر اپنی زندگی میں ان کی ادائیگی نہیں کی اور اب قضا کرنے کی طاقت بھی نہیں ہے تو وصیت کرنا واجب ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال سے میری نمازیں، روزوں اور سجدہ تکلیف کا فدیہ ادا کیا جائے۔ پھر ترکہ تقسیم ہو، اپنی زندگی میں فدیہ بھی نہیں دے سکتا صرف قضا ہی کرنی پڑے گی، اگر وصیت نہ کی تو دینا واجب تو نہ ہوگا مگر ترکہ تقسیم کر کے کوئی بالغ اپنے حصہ سے خود ادا کر دے یا کرا دے تو فدیہ ہو سکتا ہے۔

دوسری قسم عبادات مالی کی ہے، زکوٰۃ، فطرہ اور قربانی زندگی میں بھی اور فوت ہونے کے بعد بھی۔ دوسرے کے دلوانے سے ادا ہو سکتا ہے۔ البتہ حج بدنی اور مالی عبادتوں کا مجموعہ ہے جو ہر انسان پر اس کی پوری زندگی میں ایک مرتبہ کرنا اگر وہ اس کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو فرض ہے۔ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو دوسرے سے ادا نہیں کر سکتا۔ جب تک صحت اور طاقت ہو خود ہی ادا کرنا پڑتا ہے، البتہ اگر عذر شرعی ہو تو دوسرے شخص سے حج بدل کر سکتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر مرنے سے قبل اللہ نے صحت عطا فرمادی اور عذر نہ رہا تو خود ادا کرنا ہوگا اور یہ دوسرے کا ادا کردہ حج بدل نقلی ہو جائے گا۔ اور اگر صحت ہونے پر بھی خود ادا نہ کیا یا بیماری کی وجہ سے نہ پاسکا تو اس پر وصیت کرنا واجب ہے کہ بعد وفات ترکہ میں سے پچھلے میرا حج بدل کرایا جائے پھر ترکہ تقسیم کریں اور حج بدل کے لئے اکیس شرطیں ہیں جو علماء سے معلوم کی جاسکتی ہیں، ایسے ہی ہر کسی کو حج بدل میں نہیں بھیجنا چاہیے، جب تک ان شرائط کا لحاظ رکھ کر حج بدل نہیں کیا جائے گا حج بدل نہیں ہوگا۔

نماز

تمام عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز ہے، مرنے کے بعد سب سے پچھلے اسی کے بارے میں سوال ہوگا، جیسا کہ حضرت شیخ سعدی نے فرمایا:

روز محشر کہ جاں گداز بود

اولین پرش نماز بود

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ نماز انسان پر ہر حالت میں فرض ہے حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتی اور حکم ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے، یہ بھی ممکن نہ ہو تو کوٹھ پر لیٹ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے یا پاؤں قبلہ کی طرف کر کے اور سر کے نیچے مکئی لگا کر سر اونچا کر لیا جائے چاہے گھٹنے کھڑے کر کے یا پاؤں پھیلا لے اور نماز پڑھے، اس کی نماز ادا ہی ہوگی، اگر اس کی بھی طاقت نہ

ہو تو پھر قضاء کے لئے رہنے دے

اس کے بعد پھر جتنی صحت ہو جائے اگر کھڑے ہو کر پڑنے کی ہے تو کھڑے ہو کر روز نہ بیٹھ کر یا لیٹ کر اپنی
وقتی نمازوں کے ساتھ ساتھ ان قضا شدہ کی بھی ادا کیگی کی جائے گی، اگر طاقت آجانے کے بعد بھی نہ پڑھیں تو ان کی
قضاء گئی بعد میں ان کا فدیہ ہو گا اور اس کی وصیت کرنا واجب ہے۔

اسی طرح اگر کوئی آدمی بے ہوش ہو گیا اور اس کو چھ نمازوں کا وقت گزرنے سے پہلے ہوش آ گیا تو یہ
نمازیں قضا فرض ہیں بعد میں فدیہ دیا جائے اور اگر زیادہ عرصہ میں ہوش آیا تو نہ قضا ہے نہ فدیہ، فدیہ ایک دن میں
چھ نمازوں کا دیا جاتا ہے، پانچ فرض اور ایک وتر، فی نماز پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت جیسا آگے تفصیل سے
آ رہا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کو اس کا فکر لازم ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کی پوچھ گچھ ہوگی تو ہم حساب
سے کیسے بچ سکیں گے۔

روزہ

روزہ بھی ایک ایسی عبادت ہے جس کی ادا کیگی ہر شخص کے ذمہ خود واجب ہے کہ کوئی دوسرا کسی کی طرف
سے نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی روزہ کے بدلے فدیہ دیا جا سکتا ہے، البتہ اگر بغیر بیماری کے محض بڑھاپے کی وجہ سے
اس قدر کمزوری ہے کہ روزہ رکھنے پر جان کا اندیشہ یا سخت مرض لاحق ہونے کا خدشہ ہے اور تجربہ سے یہ محسوس کر لیا
ہے یا کسی مستحق مصلح نے بتایا ہے کہ روزہ رکھنے سے جان کی ہلاکت ہے تب ہر روزہ کے بدلے ایک غریب کو صبح
شام پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، اور اگر دینا ہو تو پونے دو کلو گندم فی روزہ یا اس کی قیمت فدیہ ہے جیسا کہ قرآن حکیم
میں ہے، مگر یہ روزہ رکھ سکنے والے کے لئے نہیں ہے، نہ اس سے اس کا روزہ ادا ہوگا۔

بیماری میں چونکہ آج کل مستحق مصلح کا میسر آنا تقریباً ناممکن سا ہے اس لئے روزہ رکھ کر تجربہ کریں۔ اگر جان
صانع ہونے یا شدید ترین مرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو آگے چھوڑ کر قضاء کریں اور جب تک رکھنے کے قابل
نہ ہوں نہ رکھیں۔ اگر اسی مرض میں موت آگئی اور صحت حاصل ہو کر قضاء کرنے کی مہلت نہ ملی تو قضاء ہے اور نہ
فدیہ، بلکہ معاف ہیں، اور اگر اتنی طاقت حاصل ہوگئی تھی کہ روزہ رکھ سکے پھر بھی نہ رکھے تو ان کی قضاء واجب ہے،
اگر قضا نہ کی گئی تو بعد وفات فدیہ واجب ہے اس کی وصیت کرنا بھی واجب ہے اس کا فدیہ بھی ایک آدمی کا پیٹ
بھر کر دو وقت کھانا کھلانا یا پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت فی روزہ فدیہ دیں۔

یہ فدیہ تو خدائی قرض کی ادا کیگی ہے اور قصداً وقت کو ٹھالنے کا گناہ عظیم الگ ہو گا جو بغیر توبہ صمیمہ کے
معاف نہ ہوگا، خود زندگی بھر اور مرنے کے قریب توبہ بھی کریں توبہ سے بے وقت ادا کیگی کا گناہ ہی معاف ہوگا فدیہ
نہیں۔

اس لئے اپنی زندگی ہی میں سب قضا ادا کر لیں، اس کی ادا کیگی کے آسان طریقے پیش ہیں، ضروری پابندی
سے تمام قضا میں پوری کر لی جائیں، مبادا ایسا نہ ہو کہ قضا نہیں رہ جائیں اور زندگی ختم ہو جائے، اس لئے سخت
اہتمام کی ضرورت ہے۔

دولت مندوں اور طاقت والوں کا نماز، روزہ اور سجدہ ہائے تلاوت کو قصد آس نیت سے چھوڑنا کہ بعد میں فدیہ والوں کے سنت ترین گناہ ہے، کیا اس بات کا یقین ہو سکتا ہے کہ دینے والے زندہ رہیں گے یا نہیں پھر دیں گے بھی یا نہیں۔

آج کل بعض علاقوں میں اسقاط کا رواج ہے (اسقاط کس کو کہتے ہیں اس کی تفصیل آگے آرہی ہے) جس کے کرنے میں بست سے گناہ لازم آتے ہیں، مثلاً اگر مرنے والے نے وصیت نہیں کی کہ اس کے ذمہ اتنی نمازیں اور اتنے روزے ہیں، جن کا فدیہ دیا جائے تو پھر بغیر اجازت وارثین اس مال متروکہ میں سے قبل از تقسیم اسقاط کے ذریعہ فدیہ دینا ان وارثین کے مال میں ڈاکہ ڈالنا ہے، اس لئے کہ مرنے ہی تمام مال وارثین کا ہو چکا ہے اور بلا اجازت ان کے مال میں تصرف حرام ہے، اس مال کو لینے والے اور اسقاط کا عمل کرنے والے سب گنہگار ہوں گے۔ اور اگر میت نے وصیت کر دی تھی کہ مثلاً سو نمازوں اور اس قدر روزوں کا فدیہ دیا جائے تو اب اس کا نہ دینا میت کے مال میں ڈاکہ ڈالنا ہے اور گناہ عظیم ہے۔ پہلے ترکہ کے ثلث حصہ میں سے فدیہ دیا جائے پھر ترکہ تقسیم کریں۔

اسقاط اسی قسم کی بست سی خرابیوں کا باعث ہوتا ہے، اس رسم کے ذریعہ دولت مندوں کو چھوٹ دینا ہے کہ وہ جو چاہے کریں جو چاہے نہ کریں، اسقاط کے ذریعہ سب ساقط ہو جائے گا۔ فقہاء نے مجبوری کے وقت میں اس کی کچھ مخصوص صورتیں ذکر کی ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں ہے اور کچھ تفصیل علامہ شامی نے عربی رسالہ میں اور مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے ایک اردو رسالہ میں تحریر کی ہے، جن کا مروجہ اسقاط سے کوئی تعلق نہیں۔

غرض ہر انسان کو اپنی زندگی میں قضاء شدہ تمام نمازوں، تمام روزوں اور تمام سجدہ ہائے تلاوت کو شمار کر کے زندگی بھر کا حساب لگا کر ادا کیگی کی کوشش شروع کر دینی چاہیے، کل کا حساب لگا کر اپنے پاس رکھ لیں اور جتنی جتنی ادا ہوتی جائیں ان کو وضع کر دیں باقی کی وصیت لکھ کر رکھ دیں کہ میرے ذمہ اتنی نمازیں، اتنے روزے وغیرہ عبادات ہیں تاکہ وارثین اول ترکہ کے ثلث میں سے ان کا فدیہ ادا کریں پھر تقسیم کریں، اس لئے کہ بغیر فدیہ ادا کیئے تقسیم کرنا خدائی حق میں ڈاکہ ڈالنا ہے

بلکہ وارثوں کو تو یہ چاہیے کہ اگر وصیت نہ کی ہو تو بھی بعد تقسیم اپنے حصہ سے یا خود اپنے مال سے فدیہ ادا کر کے میت کے عذاب میں تخفیف کرائیں تاکہ اس کا حق ادا ہو، قضاؤں کے آسان طریقے پیش ہیں تاکہ اپنی زندگی ہی میں قضا کر لی جائیں بعد میں نہ معلوم کوئی فدیہ دے، نہ دے

قضاؤں کے آسان طریقے

جب کسی نماز کی قضاء کرنی ہو تو اس کی نیت میں مہینہ، دن تاریخ اور وقت سب کا نام لینا ضروری ہے اس کے بغیر اس کی ادا کیگی شمار نہیں ہوگی، لیکن جن کی بست سی یا سب نمازیں قضاء ہیں تو سب کی تاریخ اور دن یاد رکھنا مشکل ہے، اور اس کی نیت بھی مشکل، اس لئے اس کی ادا کیگی کے لئے حسب ذیل طریقے پر نیت کرے تو ان شاء اللہ ادا ہو جائے گی۔

قضاء عمری ادا کرنے کا طریقہ

یہ نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں مجھ سے قصارہ گئی ہیں ان میں سے پہلی ادا کرتا ہوں جب یہ ادا ہو جائے تو اگلی نماز پہلی بن جائی گی، پھر اس کی ادائیگی بھی اسی طرح ہوگی اور اس کے بعد اس سے اگلی اسی طرح سب وقت، دن تاریخ کے اعتبار سے ادا ہو جائیں گی۔ اسی طرح ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور وتروں کی ادائیگی میں نیت کی جائے۔

قضاء نمازوں کی ادائیگی کا وقت

قضاء نماز سوائے تین اوقات طلوع شمس، عین زوال اور عین غروب کے سب وقتوں میں جائز ہے۔ ترتیب بے ترتیب سب ادا ہو سکتی ہے۔ (جس کی پوری زندگی میں صرف پانچ نمازیں یا اس سے کم قضاء ہوئی ہوں تو اس کے لئے ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پھر ظہر اور پھر عصر ادا کرے، قضاء عمری والے کے لئے نہیں) نیز قضاء نماز فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ مگر خفیہ ہو کہ اوروں کو قضاء کا علم نہ ہو اس لئے کہ قضاء کرنا گناہ تھی اور گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے۔ نماز فجر اور عصر کے بعد ادا کرنے سے اظہار گناہ ہے اس لئے کہ ان دو وقتوں میں نفل مکروہ ہے۔ ہر شخص سمجھ جائے گا کہ قضاء پڑھ رہا ہے اس لئے خفیہ پڑھے، جبکہ مغرب اور عشاء کے بعد یہ بات نہیں ہے۔

ادائیگی کی آسان تدبیر

ایک دن میں بہت سی نمازیں پڑھنا مشکل ہے تو اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ ایک ایک دن کی قضاء رکعتوں کی کل تعداد بیس ہوتی ہے کہ کیونکہ سنتوں کی قضاء فرض نہیں گوارا جب کی قضاء واجب اور سنتوں کی قضاء سنت ہے۔ فجر کی دو ظہر، کی چار، عصر کی چار، مغرب کی تین عشاء کی چار اور تین وتر کل بیس رکعت ہیں جن کی ادائیگی کے لئے متوسط طریقہ پر کل بیس منٹ درکار ہیں جو چوبیس گھنٹے کا گویا صرف ہستروال حصہ ہے۔ اس لئے اگر صبح سے دوپہر تک یا عشاء کے بعد سے صبح تک کسی وقت بھی یہ بیس منٹ صرف کر لیں تو سب نمازیں ادا ہو جائیں۔

دوسری ترکیب

دوسری ترکیب یہ ہے کہ ہر نماز سے قبل یا بعد میں جو وقت مکروہ نہ ہو ایک قضاء پڑھ لیں، سب آسانی سے ادا ہوئیں گی۔

تیسری ترکیب

تیسری ترکیب یہ ہے کہ ان بیس رکعات کی تین قسطیں کر لیں، فجر اور ظہر کی چھ رکعت بعد ظہر اور عصر مغرب کی سات بعد مغرب اور عشاء و وتر کی سات بعد عشاء کل بیس ہو گئیں اور ہر نماز کے بعد صرف سات سات منٹ زائد صرف ہوئے۔ خوب سوچ لیجیے کہ ایسے ادا کرنا آسان ہے ورنہ مرنے کے وقت کیا خبر ہم وصیت کر سکیں یا نہ کر سکیں جیسے ایکسڈنٹ یا پارٹ فیل و ظمیرہ میں بہت ہوتا ہے ورنہ عذاب سر لپٹنا ہوگا اور اگر وصیت کر بچو دی تو کوئی دے نہ دے اور پھر سب عذابات بھگتنے پڑیں، اس لئے خود ہی ادا کر دی جائیں تو اطمینان ہے۔

قصاروزوں کی ادائیگی کا طریقہ

ایک سال کے روزے اگر قضا ہوں تو یا ۳۰ ہوں گے یا ۲۹ جتنے سالوں کے بھی ہوں احتیاطاً تیس تیس کا حساب لگا کر صرف چند دن میں یوں کر لیں کہ ہفتہ میں جو دن چھٹی کا ہو وہ تو سیر و تفریح اور کھانے پینے کا ہے البتہ جو دن کام کے ہیں ان میں فی ہفتہ ایک یا دو دن مقرر کر لیں، روزہ کی قضا کے لئے دن کا اکثر حصہ کام کی مشغولی میں کٹ گیا، کچھ سیر و تفریح کر کے کاٹ لیا، روزہ مفت میں ادا ہو گیا اور لیجیے صرف پندرہ ہفتہ میں سال بھر کے روزوں کی قضا ہو گئی۔

سجدہ تلاوت کی ادائیگی کا طریقہ

اکثر حفاظ سجدہ تلاوت کی ادائیگی سے غافل ہیں، آیت سجدہ تلاوت کی، اور سجدہ نہیں کیا۔ اسی طرح بے شمار سجدے ان پر واجب ہو گئے ہیں اگر زندگی میں ادا نہ کیے تو بعد مرنے کے فدیہ دینا پڑے گا۔ چونکہ ان کی ادائیگی کا کوئی وقت مقرر نہیں اس لئے یہ جب بھی ادا کئے جائیں گے ادا ہی شمار ہوں گے، اس کی ادائیگی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ غیر مکروہ وقت میں تین سجدے سجدہ تلاوت کی نیت سے کریں، اس سہولت سے گرفت و سزا سے بچ سکتے ہیں بلکہ فدیہ سے بھی

واجبات

وہ عبادات جن کی ادائیگی کے لئے وقت مقرر نہیں ہے اگر اپنے وقت پر ادا نہیں کی ہیں تو اب ادا کریں۔ وہ قضا نہیں بلکہ ادا ہی ہوں گے۔ البتہ وقت سے تاخیر کرنے کا گناہ ہو گا اس کے لئے توبہ کریں، جیسے صدقہ فطر، قربانی کی کھال کی قیمت ہے، قسم ٹوٹ جانے کا کفار وغیرہ اب تک ادا نہیں کئے تو فوراً ادا کریں، یہ ادا ہی شمار ہوں گے، آگے تفصیل سے ان کی تعداد و مقدار آرہی ہے۔

فدیوں کے طریقے اور مقداریں

سب سے بڑا فدیہ نماز کا ہے کیونکہ نمازیں ایک دن کی چھ ہیں، پانچ فرض اور ترو واجب، اور ہر نماز کا فدیہ پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت ہے۔ چھ نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس کلو گندم یا اس کی قیمت ہوتی اور مہینہ کے احتیاطاً تیس دن کے ۳۱۵ (تین سو پندرہ) کلو گویا سات من پینتیس کلو گندم بنی پھر اس کو بارہ ماہ کے لئے پارہ سے ضرب دیں۔ تو ۸۸۲ من ۲۰ کلو گندم ہوتے ہیں۔ یہ صرف ایک سال کی نمازوں کا فدیہ ہے۔

اب جتنے سال کی نمازیں رہ گئی ہوں ان کو اتنے سے ضرب دے کر معلوم کیجیے کہ کتنے من گندم اور کتنے لاکھ روپے بنتے ہیں۔

فرض کیجیے اگر دس سال کی نمازوں کا فدیہ گندم سے ادا کرنا ہے تو ۸۸۲ - ۲۰ ضرب ۱۰ = ۸۸۲ آٹھ سو بیاسی من گندم ہوگی۔

اگر وارث لوگ بہت نیک بھی ہوں۔ تو یہ اتنی کثیر رقم بنتی ہے کہ ان کے لئے بھی اس کو برداشت کرنے کی کم ہی امید ہے اور شاید ہی وہ اس کو ادا کر سکیں۔ اس لئے ہر مرد اور عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی قضا

نمازوں کی ادائیگی کی خود ہی فکر کریں۔ اور روزوں کا فدیہ گو اس سے کم ہوگا لیکن نمازوں کے ساتھ مل کر تو وہ بھی کثیر رقم بن جائے گی۔ خیال کیجئے اگر اس کے مطابق ترک نہ ہوا تو فدیہ کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟

سجدہ تلاوت

بعض فقہاء، کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ایک سجدہ کا فدیہ پونے دو کو گندم ہے اس کا حساب اور اس کی قیمت بھی لگائیں اور پھر سوچیں کہ آپ کے بعد آپ کی وصیت سے یا بغیر وصیت یہ سب کون ادا کر سکتا ہے؟ اس لئے زندگی ہی میں ان کی قضاء کر کے ان سے سبکدوش ہو جانا چاہیے۔ آخرت کے عذاب سے بچاؤ اسی صورت میں ممکن ہے۔

فدیہ وغیرہ ادا ہونے کی شرطیں

اللہ کے لئے جو کچھ دیا جاتا ہے وہ سب صدقہ ہے اس کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت یا سبب (۴) نفل

ان میں سے فرض واجب کی ادائیگی کے لئے دس شرطیں ہیں جب تک ان شرائط کا لحاظ رکھ کر ادا نہیں کریں گے، ادائیگی درست نہیں ہوگی، فرض صدقات حسب ذیل ہیں۔

۱- عشر کی ادائیگی کھیت یا باغ کی پیداوار میں سے اگر پانی بلا قیمت، بلا منت ہو، محض بارش یا زمین کی نمی سے ہو تو پیداوار کا دسواں حصہ یعنی عشر دینا فرض ہے اور اگر پانی قیمت یا منت یا دونوں سے ہو جیسے نہر، ٹیوب ویل کا، بڑے ڈول یا بیچلے سے دیا ہو تو پیداوار کا بیسواں حصہ دینا فرض ہے۔ جو کچھ بھی پیدا ہو غذا وغیرہ میں سے (نوٹ: یہ حکم شرعی زمینوں کا ہے)

۲- زیور کی زکوٰۃ، زیور سونے چاندی اور نقد رقم میں سے چالیسواں حصہ دینا فرض ہے۔

۳- جانوروں کی زکوٰۃ، اسی طرح وہ جانور جو خورد و گھاس کھا کر پرورش پائیں اور محض اون گوشت یا دودھ کے لئے پالے جائیں اونٹ، بکری، گائیں وغیرہ تو ان میں ان کے قاعدے کے مطابق زکوٰۃ دینا فرض ہے جس کی تفصیل علماء کرام سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ تجارتی مال پر بھی چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔

دوسری قسم

صدقات واجبہ کی ہے۔ جیسے فطرہ، فدیہ، کفارہ، قربانی کی کھال کی قیمت اور نذر و منت ان پر فرض و واجب صدقات کی ادائیگی کے درست ہونے کے لئے دس شرطیں ہیں، ان کا خیال رکھ کر ادا کی جائیں گی تو ادائیگی درست ہوگی ورنہ نہیں۔

وہ دس شرطیں یہ ہیں۔

۱- اس کو دینا جو مسلمان ہو، صاحب نصاب نہ ہو، صاحب نصاب کی تفصیل علماء سے معلوم کریں۔

۲- جو سید نہ ہو، اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا میل کچیل ہے، سید کو دینا اس کی اہانت ہے۔

۳- دینے والے کی اصل یا نسل نہ ہو (یعنی جن کی یہ اولاد ہے یا جو اس کی اولاد میں)

۳۔ واجب الفتنہ نہ ہو، جسے بھتیجا، بھتیجی جس کا باپ فوت ہو گیا ہو، اس لئے کہ اس کا فتنہ بچا کے ذمہ واجب ہے۔ اس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

۵۔ دینے والے کی بیوی نہ ہو اور دینے والی کا خاوند نہ ہو۔

۶۔ وہ نہ ہو جو مالک نہ بن سکے جیسے مردہ کے گھن میں۔

۷۔ مسجد، مدرسہ، اداروں کی عمارات و سامان نہ ہو۔

۸۔ کسی خدمت یا کام کا عوض نہ ہو، جیسے امام، مؤذن، مدرس یا ملازم کی تنخواہ نہ ہو۔

۹۔ یہ دنیا مالک بنا کر ہوعارتاً نہ ہو

۱۰۔ ادائیگی کے وقت اس کا خیال رہے کہ کھٹ، کارڈ، لفافہ، چیک، ڈرافٹ، ریل اور جہاز کے ٹکٹ وغیرہ رسیدیں ہیں مال نہیں۔ اگر یہ کسی کو زکوٰۃ میں دے دیئے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(نوٹ چیک ڈرافٹ کی رقم بنک سے وصول ہو جانے پر نقد رقم بن جائیگی ادائیگی ہو جائیگی۔ ناشر)

فرضیت حج

اسلام کے پانچ فرائض میں سے پانچواں فرض حج بیت اللہ ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کو حج سے کوئی سنت بات، یا جاہر حاکم، یا روکنے والا مرض نہ ہو اور اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا چاہے عیسائی ہو کر مرے (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۲) یعنی کافروں کے مثل ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حج اتنی اہم عبادت ہے کہ جان بوجہ کر بلا وجہ اس کے ترک کرنے والے سے سلب ایمان کا خطرہ ہے۔

حج بدل

جس مسلمان مرد کے پاس ایام حج میں روزمرہ اور اپنی بیوی و بچوں کے اتنے خرچ سے بچ کر جس میں اس کے بیوی بچے اس کے سفر حج سے واپسی تک اپنا گزار کر سکیں۔ اتنے پیسے ہوں کہ جن میں کم کم رہے تک جانے آنے، ٹھہرنے اور کھانے کا خرچ ہو سکتا ہو، اس پر حج فرض ہے اور عورت کے پاس اس کے عرم کا خرچہ بھی ہو تو اس پر حج فرض ہے۔ اس لئے اپنے سب اعزاء کی تحقیق کیجئے کہ کس کس پر حج فرض ہو چکا تھا اور جو اس فرض کی ادائیگی سے قبل ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے تارک حج پر سنت و عید معلوم ہو رہی ہے۔

نیز غور کیجئے کہ پہلے زمانہ میں جبکہ پانی، اونٹ اور گدھوں پر سواری ہوتی تھی کہ معظمہ جانے آنے کے کل اخراجات صرف (۱۰۰) روپے میں ہو سکتے تھے۔ یقیناً ہمارے بہت سے عزیز ایسے ہوں گے جن کے پاس اتنی رقم ضروریات روزمرہ سے فاصل ہوگی، خاص عورتیں کہ جو ہمیز کے زیور اور رقم کی مالک ہوتی تھیں اور پھر بھی ان لوگوں نے حج نہیں کیا تو ان پر کتنا سخت عذاب ہو رہا ہوگا۔

اپنی کم علمی یا غفلت کی وجہ سے اگر وہ اس فرض کو اپنی زندگی میں ادا کرنے سے قاصر رہے ہیں تو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی طرف سے حج بدل کرا کر انہیں اس عذاب سے نجات دلانیں۔ کیونکہ آج ہم جس عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اور طویل و عریض کاروبار، بیش قیمت مکانات اور جائیدادوں کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ اپنے والدین ہی کی بدولت تو ہمیں کہ انکی وراثت سے لاکھوں کروڑوں کے مالک بن گئے جن کی

بدولت ہم عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں، وہ آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوں کیا ہمارے خون سفید ہو گئے ہیں کہ ہمیں ایک مرتبہ بھی خیال نہیں آتا کہ اپنے ان اعزہ کو ہم کسی طرح عذاب سے نجات دلا سکتے ہیں۔ آخرت میں ہم انہیں کیا نہ دکھلائیں گے اس لئے ہمیں اپنی پہلی فرصت میں ان کی طرف سے حج بدل کرانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ چاہے انہوں نے وصیت نہ بھی کی ہو۔

حج بدل کا طریقہ علماء سے معلوم کر لیں، اس لئے کہ اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کے بغیر حج بدل نہیں ہوتا۔ ابھی تو بتانے والے علماء ہیں، تمہیں ایسا نہ ہو پھر کوئی بتانے والا بھی نہ رہے۔ اگر پوری رقم میسر نہیں ہو رہی یا بہت ہی کم ہے تو اس کی تدریجی بھی علماء کرام سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ پہلی فرصت میں اپنے اعزہ کی طرف سے حج بدل کرانے کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ ان کا ہم پر حق ہے۔

کفارے

بعض جملے یا بعض کام اس قسم کے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کا ارتکاب کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس پر کچھ جرمانہ عائد ہوتا ہے جس کو کفارہ کہتے ہیں جس کی ادائیگی فرض ہے، اگر اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا تو اس کی وصیت کرنا ضروری ہے۔ اور تہائی مال سے اول ان کی ادائیگی کی جائے پھر ترکہ تقسیم کریں۔ اگر وصیت نہیں کی تو ضروری تو نہیں لیکن وراثت کو چاہیے کہ اپنے بزرگوں کی طرف سے اب ادا کر دیں تاکہ وہ عذاب آخرت سے بچ سکیں۔

کفارہ قسم

اگر کسی نے خدا کی قسم کھائی تھی کہ ایسا کروں گا پھر نہیں کیا تو قسم کا کفارہ فرض ہے۔ کہ دس غریبوں کو صبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں، اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھیں۔ وہ کفارہ جس کی ادائیگی سے قبل بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے اگر کسی نے اپنی بیوی کو کبھ دیا کہ تو مجھ پر ماں کے جسم کی طرح حرام ہے تو اس سے اس وقت تک صحبت حلال نہ ہوگی جب تک ساٹھ غریبوں کو بٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا نہ کھلائیں۔

جان بوجھ کر روزہ توڑنے کا کفارہ

اگر فرض روزہ میں قصد اُصمیت کرنی یا کچھ جان بوجھ کر کھاپی لیا تو روزہ ٹوٹ گیا، اس پر کفارہ واجب ہے یعنی ساٹھ روزے مسلسل رکھنے فرض ہیں، اگر بہت کمزوری یا بیماری کی وجہ سے مسلسل روزے نہ رکھ سکیں تو ساٹھ غریبوں کو صبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں، اگر ایسا ہو گیا ہو اور وہ ادا نہ ہو تو وارثوں کو اپنے اعزہ کو عذاب سے بچانے کے لئے اب ان کی طرف سے ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا چاہیے۔ اگر وصیت کی ہے تو ان کے مال سے ورنہ اپنے مال سے ادا کریں۔

سیت کی طرف سے وارث روزہ نہیں رکھ سکتا، صرف کھانا کھلانے سے کفارہ ادا ہوگا۔ ان کفاروں کی ادائیگی کے لئے چونکہ کوئی وقت مقرر نہیں ہے اس لئے فوری طور پر ان کو اپنی زندگی ہی میں ادا کرانے کا اہتمام کرنا چاہیے،

ادانہ ہو سکے ہوں تو وصیت کرنی چاہیے۔

وصیت کی صورت میں تہائی ترکہ میں سے قبل تقسیم یہ کفارے ادا کئے جائیں گے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو وارثوں کو اپنے اعزہ کو عذاب سے بچانے کے لئے اپنے پاس سے ان کفاروں کی ادائیگی کرنی چاہیے۔

قرض

قرض کی دو قسمیں ہیں، ایک خدائی قرض ہے اور ایک انسانی۔

خدائی قرض

جیسے زکوٰۃ، عشر کھیت یا باغ کا، صدقہ فطر اپنا یا نابالغ بچوں کا، قربانی اپنی طرف سے، فدیہ، کفارے، نذرو سنت وغیرہ۔

انسانی قرض

کسی سے رقم ادھار لی ہو، کرایہ، مہر، امانت، وغیرہ ان سب کی ادائیگی ہر انسان کے ذمہ فرض ہے، اپنی زندگی میں ادا کیئے جائیں اور اگر وصیت کر دی ہے تو مسائل کے موافق مسترد کہ مال سے، اگر وصیت نہیں کی ہے تو خدائی قرض کی ادائیگی واجب تو نہیں ہے البتہ اپنے پاس سے کوئی ادا کر دے۔ تو عذاب سے نجات کی امید ہے اور انسانی قرض کا اگر ثبوت ہے تو ترکہ میں سے پہلے قرضہ ادا کیا جائے گا بعد میں ترکہ تقسیم ہوگا اور اگر ثبوت نہ ہو تو احتیاطاً اپنے پاس سے دینے سے بھی ادا ہو جائے گا۔

رواجی اسقاط

ایک رسم یہ پڑھی ہوتی ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے اور اس کے ذمہ بہت سی نمازیں، روزے، قسم کے کفارے وغیرہ ہیں جن کا فدیہ لاکھوں روپے بنتا ہے جس کو میت کے مال سے ادا کرنا مشکل نظر آتا ہے یا کرنا نہیں یا فدیہ زیادہ ہوتا اور رقم کم ہوتی ہے تو اس صورت میں ایک رواج دیا ہے جس کا نام اسقاط رکھا ہے، اس کی یہ صورت کی جاتی ہے کہ ایک قرآن پاک لیا جاتا ہے، اس کے ساتھ کچھ نقد رقم رکھی جاتی ہے، پھر ایک حلقہ بنا یا جاتا ہے اور ایک شخص اس رقم اور قرآن پاک کو لے کر یہ کہتے ہوئے کہ یہ میت کی طرف سے فدیہ ہے۔ دوسرے کو دیتا ہے وہ تیسرے کو یہ کہہ کر یہ میت کی طرف سے اور پھر تیسرا چوتھے کو، اس طرح پورے حلقے میں اس کو گھمایا جاتا ہے، اور آٹھ دس آدمیوں کا دورہ کر کے وہ رقم صدقہ کر دی جاتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ میت کی عمر بھر کی نماز، روزہ اور سب گناہوں کا فدیہ ہو گیا مگر یہ صحیح نہیں، اس سے تو یہ خطرہ ہو گیا ہے کہ ہر شخص جو چاہے گناہ کر لے اور یہ پھر تصور ٹھی سی رقم سے حیلہ اسقاط کر دے تو سب گناہوں سے بچ جائے گا۔ اس میں بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں اور یہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے۔ علامہ شامی نے اپنے عربی رسالہ اور مفتی محمد شفیع نے ایک اردو کے رسالہ میں اس کی برائیاں بیان کی ہیں۔ اس سے بظنا اشد ضروری ہے۔ فدیہ جتنا بنتا ہے پورا پورا ہی دینا چاہیے۔ علماء نے جو حیلہ اسقاط لکھا ہے جس پر اس رواجی اسقاط کو قیاس کیا جاتا ہے وہ اور چیز ہے جو اشد ضرورت میں اپنی شرطوں کا لحاظ رکھ کر کیا جاتا ہے۔

خطرہ

ہر شخص کو اس بات کا یقین تو پہلے سے ہے کہ معلوم نہیں موت کب آجائے ایک سانس آجانے کے بعد دوسرے کا یقین نہیں کہ آئے گا بھی یا نہیں، اس لئے تمام کاموں کی ادا سبکی میں جلدی کرنی چاہیے۔
آج کل تو مشاہدہ ہو رہا ہے کہ ایک منٹ کا بھی بھروسہ نہیں۔ ہارٹ ایکٹک دماغ کی رگ پھٹ جانا اور ایکسڈینٹ کی صورت میں کثرتِ اموات روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ ایک منٹ کا بھی بھروسہ نہیں، اس لئے اپنی زندگی میں ہی آخرت کے عذاب سے بچاؤ کا انتظام ضروری ہے تاکہ پاک صاف دنیا سے جانا ہو، نہ معلوم بعد میں وارث کچھ کریں یا نہ کریں اور صحیح طریقہ سے کریں یا غلط طریقہ سے۔

ایصالِ ثواب

یعنی اپنی عبادات کا ثواب دوسرے کو پہنچانا شرعاً بھی درست ہے عَقلاً بھی۔ ہم اپنی تنخواہ دوسرے کو دینے کو کبھی دس تو سب درست مانتے ہیں، اگر اپنی مزدوری دوسرے کو دلادیں تو سب جائز سمجھتے ہیں۔
اسی طرح نفلِ عبادت، نفلِ نمازیں، نفلِ روزے، نفلِ صدقہ خیرات، کسی کے نام سے وقفِ مالی و جانی، غرض سب عبادتوں کے لئے اللہ سے یہ عرض کرنا کہ فلاں کو اس کا ثواب دے دیں، درست ہے۔
حضور ﷺ نے ایک قربانی کر کے عرض کیا ہذا لائے محمد (یہ امت محمد کے لئے ہے) یہ ایصالِ ثواب موجودہ آئندہ آنے والے سب لوگوں کے لئے تھا۔

اس سے موجودہ کی واجب قربانی معاف نہیں ہوئی البتہ اس کا ثواب ملتا ہے۔ اس لئے درست ہے اسی طرح التسمیاء کی دعا کو فرمایا ہے کہ سب صالحین کو پہنچتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا تھا کہ کوئی ایسا ہے کہ دور کھت مسجد قبائیں پڑھ کر کبھ دے یہ ابو ہریرہ کے لئے ہیں۔
ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ہر نفلِ عبادت کرنے کے بعد اگر یہ نچھ دیا جائے کہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچے تو وہ اس کے لئے ہو جائے گی۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے "جو نیک طریقہ جاری کرے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور قیامت تک جو اس پر عمل کرے گا اس کو بھی اس کا ثواب ملے گا، اور اس کے ثواب سے کبھی نہ ہوگی۔"
اس سے معلوم ہوا کہ برابر پورا ثواب ملتا ہے۔ تقسیم ہو کر نہیں ملتا۔ اس لئے اپنے بزرگوں کو ہر نیک نفلِ عمل کا ثواب بخشا کریں تو ان کا حق ادا ہوگا۔ اور خود کو بھی اسی قدر ثواب ملے گا۔ علامہ شامی کہتے ہیں "بخل نہ کرو سب مسلمانوں کو بخشا کرو۔ اس طریقہ پر بزرگوں کا حق آسانی سے ادا ہو سکتا ہے اور اپنا بھی کام بنتا ہے۔"

وقف

ہر شخص یہ چاہا کرتا ہے کہ میرے پاس آمدنی کی ایسی صورت ہو جس سے مجھے ہر وقت آمدنی ہوتی رہے، مجھے کچھ کرنا نہ پڑے۔
اس مقصد کے لئے جائیدادیں بنائی جاتی ہیں۔ کاروبار، کمپنیوں کے حصے کارخانے اور فیکٹریاں لگاتے ہیں۔
اس سب کے باوجود کسی کو ساری عمر اس کی آمدنی ملتی ہے، کسی کو کچھ عرصہ تک۔